ڈاکٹر عودہ خلیل الرحمٰن ابوعودہ

آیات قرآنی کے اعجاز کے چند نمونے

ایک لغوی جائزہ

سیجعل لھم الرحمن ودا (سورۃ مریم:۹۶)

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل ایمان کیلئے جس محبوبیت کا وعدہ فرمایا ہے وہ ہے ''ودّ'' ۔محبت و محبوبیت کے جتنے درجات ہوسکتے ہیں ان میں سب سے اعلیٰ وارفع درجہ ''ودّ'' کا ہے' لغت کی کتابوں نے تو اس کو تمناؤں کے درجہ تک پہنچادیا ہے' اس کا فعل آتا ہے: ود الشی یوددہ (یودہ) ودا وودا اوودادا و مودۃ یعنی آدمی کسی سے ایسی محبت کرے کہ اس سے زیادہ کی پھر گنجائش نہ ہو۔

''ودّ'' کا مرحلہ وہ مرحلہ ہوتا ہے جو انسان کے احساسات تک کو اپنا اسیر بناتا ہے اور اس کے افکار پر بھی غالب اور حاوی ہوجاتا ہے۔ ''حب'' کے ابتدائی مرحلہ اور ''ود'' کے انتہائی مرحلہ کے بیچ محبت کے جذبات اور احساسات کیلئے عربوں نے بہت سے درجات رکھے ہیں' چنانچہ عربی زبان میں ''حب'' (محبت) کا پہلا درجہ ''الھویٰ'' ہے' جس میں انسان کے اندر اپنے نفس کی طرف کچھ رجحان اور اپنی ذات کی طرف کچھ میلان پایا جاتا ہے' حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی (النجم:۳۔۴) اور نہ وہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں' یہ (قرآن) تو حکمِ خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔''

اسکے بعد محبت کا جو مرحلہ آتا ہے اس کیلئے عربی میں لفظ ''العلاقۃ'' آتا ہے' یہ وہ محبت ہوتی ہے جسکا تعلق دل سے ہوتا ہے' اس پر اعشیٰ کا شعر ہے۔علقتھا عرضاً' وعلقت رجلاً غیری وعلق اخری غیرھا الرجل
ترجمہ: میرا دل اس کی محبت میں اٹکا ہوا ہے اور وہ میرے علاوہ کسی اور کی محبت میں پھنسی ہوئی ہے۔لیکن وہ شخص پھر میری محبوبہ کے علاوہ کسی اور کی محبت میں گرفتار ہے''

پھر جب محبت کی آنچ اور تیز ہوتی ہے تو اسے ''الکلف'' کہا جاتا ہے' پھر جب جذبہ محبت کو اور مہمیز کیا جاتا ہے اور وہ تمام حدوں کو پار کرجاتا ہے تو اسے ''العشق'' کا نام دیا جاتا ہے' پھر جب کاروان محبت راہ محبت کی کچھ اور منزلیں طے کرتا ہے تو وہ مقام آتا ہے جیسے ''الشغف'' کہتے ہیں جس میں محبت کرنے والے کے دل کو ایسی سوزش عشق کا سامنا ہوتا ہے جس میں اسے لذت اور تسکین بھی ملتی ہے' اس مرحلہ کو ''شغف'' کا نام اس لئے دیا گیا کہ اس میں محبت ''شغاف قلب'' تک پہنچتی ہے ''شغاف'' اس جھلی کو کہتے ہیں جس میں دل لپٹا ہوا ہے' حسن یوسف پر فریفتہ ہونے

والی "امرأت العزیز" کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے۔ قال نسوة فی المدینة امرات العزیز تراود فتٰها عن نفسه قد شغفها حبا (یوسف/۳۰) اور شہر میں عورتیں گفتگو کرنے لگیں کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی ہے اور اس کی محبت اس کے دل میں گھر گئی ہے"

پھر جب محبت اور انگڑائی لیتی ہے تو اسے "الجویٰ" کا نام دیا جاتا ہے' یہ وہ اندرونی محبت ہوتی ہے جس کی موجیں پرسکون رہتی ہیں' متنبی کا شعر ہے: مالنا ' کلنا جویارسول انا أھویٰ وقلبک المتبول

"اے نامہ بر! ہم دونوں ہی کے دل سوزِ عشق کا شکار ہیں' مجھے بھی تم سے محبت ہے اور تمہارا دل بھی بیمارِ عشق ہے"

پھر جب محبت کا سمندر طوفان سے آشنا ہوتا ہے اور اس کی موجیں تلاطم خیز ہوتی ہیں تو اسے "التیم" کہا جاتا ہے' اسی بنا پر عربوں نے اپنی بعض اولاد کا نام "تیم اللہ" رکھا تھا' اور محبت کے اس مرحلہ تک پہنچے ہوئے انسان کو "رجل متیم" کہتے ہیں' پھر جب محبت کا حدی خواں اپنی لے اور بڑھاتا ہے تو اس سے جو نغمہ وجود میں آتا ہے وہ ہے "التبل" "تیم" کے بعد کے مرحلے کو عربی میں "تبل" کہا جاتا ہے' یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب عشق و محبت انسان کو بیمار کردے' کعب بن زہیر کا شعر اسی کی ترجمانی کرتا ہے: بانت سعاد فقلبی الیوم متبول متیم اثرها لم یفد مکبول

ترجمہ: "سعادؔ جدا ہوگئی' میرا دل آج مریض محبت ہے اور اسکے پیچھے ایسا گرفتار ہے جسکے پیروں میں بیڑی ڈال دی گئی ہے اور اس کو رہا کرانے کی خاطر فدیہ بھی نہیں دیا گیا۔

پھر فارس شوق ایڑ لگا کر محبت کو جس مرحلہ تک پہنچاتا ہے وہ ہے "التدلیہ" یا "الدلة" یہ وہ مرحلہ ہوتا ہے جب محبت کی وجہ سے انسان کی عقل زائل ہو جائے' حارث بن حلوہ نے کہا ہے:

لاأری من عهدت فیها فابکی الیوم دلها وما یرد البکاء

ترجمہ: جن سے میں نے پیمانِ وفا کئے تھے آج وہ صورتیں مجھے نظر نہیں آرہی ہیں' تو میرے آنسو ہیں کہ وارفتگی کی بنیاد پر تھمنے کا نام نہیں لے رہے ہیں لیکن رونے سے کیا حاصل!! ...... پھر محبت کا وہ درجہ آتا ہے جسمیں محبت کے غلبے کی بنیاد پر انسان کے ہوش و حواس ہی رخصت ہو جاتے ہیں' اسے "ھیام" کہتے ہیں۔ چنانچہ احوص کہتا ہے:

أھیم بدعد ماحییت فان امت فواحزنا من ذا یھیم بها بعدی

ترجمہ: "جب تک میری سانسیں ہیں میں دعد کا دیوانہ رہوں گا اور اگر میں مرجاؤں تو پھر افسوس! کون ہے میرے بعد اس پر مرنے والا؟" ...... پھر کشتی محبت آخر میں جس ساحل سے آشنا ہوتی ہے اور وہی اسکی آخری منزل ہے وہ ہے "ودّ" یہ محبت کے درجات میں سب سے اعلیٰ وارفع درجہ ہے' یہ وہ پاکیزہ محبت ہوتی ہے جو انسانوں کا دوسروں سے راستہ استوار کرتی ہے' یہ انتہائی اعلیٰ مقام ہے' جس کی طرف وہی بڑھ سکتا ہے اور وہی پرواز کر سکتا ہے جسکے احساسات اور عقل میں بلند پروازی ہو' جس کی عبادت پاکیزہ ہو' جو راہ راست کے مطابق اپنے رب کی بندگی اور اطاعت کرے اور علم و بصیرت کی روشنی میں اپنے رب کے احکام کی بجا آوری کرے' جسے پوری طرح اپنے رب کی معرفت حاصل ہو' حق

تعالیٰ کی معرفت کے حصول کی راہ میں اس کی احساسات وجذبات کی پرواز بھی اونچی ہو اور بندگی کا مزا بھی اس نے چکھا ہو اور جس نے یہ مزہ چکھ لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا' اسی کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں یہی تمنا موجزن ہو اور اس کے سر میں یہی سودا سمایا ہو کہ اس بلند اور عظیم درجہ اور اعلیٰ وارفع مقام پر وہ ہمیشہ فائز رہے' اسی وجہ سے اہل ایمان میں سے اپنے خاص اور محبوب بندوں کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ انہیں ''وُدّ'' کا یہ مقام حاصل ہوگا۔ ارشاد ہے۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودّ (مریم:۹۶)

''بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت پیدا کردے گا''

اور خود اپنے متعلق اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ اسکی ذات ''وودو'' ہے (خود بھی ''وُدّ'' سے بھرپور اور دوسروں کو بھی ''وُدّ' عطا کرنے والی) ارشاد ہے: واستغفروا ربکم ثم توبوا الیہ ان ربی رحیم ودود (ھود۔۹۰) اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اسکے آگے توبہ کرو بے شک میرا پروردگار بڑا رحم والا اور بے پناہ محبت والا ہے'' اور اسی طرح فرمایا: وانہ ھو یبدئی ویعید وھو الغفور الودود۔ (البروج/۱۴۔۱۵) ''وہی پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ (زندہ) کریگا اور وہی بڑا بخشنے والا اور بڑی محبت کرنے والا ہے''

اور اسلیئے ''مودت'' وہ عظیم دولت ہے جس سے اللہ عزوجل خوش قسمت مومن جوڑے کو نوازنا چاہتا ہے' اگر میاں بیوی شریعت کے رہنما خطوط کو سامنے رکھ کر زندگی کی راہوں میں چلیں تو یہ وعدہ ہے رب ذوالجلال کا کہ وہ دونوں میں الفت کے بیج بوئے گا اور مہر و مودت کی بنیادیں مستحکم فرمائے گا اور اس نے خود بتایا ہے کہ یہ ''مودت'' اسکی عظیم نشانیوں میں سے ایک ہے' حق تعالیٰ کا اپنی قدرت کی نشانیوں اور اپنی ربوبیت کے جلووں کے تحت اسکو شمار کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ الٰہی نعمت کیسی عظمت کی حامل ہے اور اس سے اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ 'مودت' ورحمت کوئی آسان اور ہاتھ لگتی چیز نہیں ہے کہ سہولت کیساتھ اس تک رسائی ہو جائے بلکہ اسکے حصول کیلئے توفیق خداوندی اور مشیت ایزدی کی ضرورت ہے' یہ سب وہ چیزیں ہیں جن کے حصول میں وہی شخص کامیاب ہوتا ہے اور یہ اسی کے ہاتھ آتی ہیں جو انکا متلاشی ہو' ان کی جستجو میں سرگرم ہو' اور ان تک رسائی کیلئے نیکیوں کا ذخیرہ اپنے ساتھ لے اور اعمال صالحہ کی راہ میں تگ ودو کرے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے ومن آیاتہ أن خلق لکم من أنفسکم أزواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون (الروم/۲۱) ''اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ انکی طرف (مائل ہوکر) آرام حاصل کرو' اور اس نے تمہارے بیچ پیار ومحبت اور مہربانی رکھی' اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو فکر سے کام لیتے ہیں'' اور ''مودت'' ہی وہ مقام ہے کہ نبی ﷺ اور انکی آل کے حق میں اسکا خیال اور لحاظ رکھنے کا قرآن میں واسطہ دیا گیا ہے' چنانچہ ارشاد ہے: قل لا أسئلکم علیہ أجر الا المودۃ فی القربی (الشوریٰ/۲۳) ''یہ کہہ دو کہ میں اسکا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا مگر (تم کو) قرابت کی محبت کا تو خیال رکھنا چاہیے۔ (ترجمہ: محمد سمعان خلیفہ ندوی)